کلمۂ طیبہ کے معنی

برادران اسلام - آپکو معلوم ہے کہ انسان دائرۂ اسلام میں ایک کلمہ پڑھکر داخل ہوتا ہے اور وہ کلمہ بھی کچھ بہت زیادہ لمبا چوڑا نہیں ہے، صرف چند لفظ ہیں - لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان الفاظ کو زبان سے ادا کرتے ہی آدمی کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے - پہلے کافر تھا، اب مسلمان ہو گیا - پہلے ناپاک تھا، اب پاک ہو گیا - پہلے خدا کے غضب کا مستحق تھا، اب اس کا پیارا ہو گیا - پہلے دوزخ میں جانے والا تھا، اب جنت کا دروازہ اس کے لیے کھل گیا - اور بات صرف اتنے ہی پر نہیں رہتی - اسی کلمہ کی وجہ سے آدمی اور آدمی میں بڑا زبردست فرق ہو جاتا ہے - جو اس کلمے کے پڑھنے والے ہیں وہ ایک امت ہوتے ہیں اور جو اس سے انکار کرتے ہیں وہ دوسری امت ہو جاتے ہیں - باپ اگر کلمہ پڑھنے والا ہے اور بیٹا اس سے انکار کرتا ہے تو گویا باپ، باپ نہ رہا اور بیٹا، بیٹا نہ رہا - باپ کی جائداد سے اس بیٹے کو ورثہ نہ ملیگا - ماں اور بہنیں اس سے پردہ کرینگی - غیر شخص اگر کلمہ پڑھنے والا ہے اور اس گھر کی بیٹی بیاہتا ہے تو وہ اور اسکی اولاد تو اس گھر سے ورثہ پائیگی، مگر یہ اپنی صلب کا بیٹا صرف اس وجہ سے کہ کلمہ کو نہیں مانتا غیروں کا غیر بن جائیگا - گویا یہ کلمہ ایسی چیز ہے کہ غیروں کو ایک دوسرے سے ملا دیتی ہے، حتی کہ اس کلمہ کا زور اتنا ہے کہ خون اور رحم کے رشتے بھی اسکے مقابلہ میں کچھ نہیں -

اب ذرا اس بات پر غور کرو کہ یہ اتنا بڑا فرق جو آدمی میں ہو جاتا ہے، یہ آخر کیوں ہوتا ہے؟ کلمہ میں ہے کیا؟ صرف چند حرف ہی تو ہیں - لام، الف، ہ، م، د، س اور ایسے ہی دو چار حرف اور - ان حرفوں کو ملا کر اگر منہ سے نکال دیا تو کیا کوئی جادو ہو جاتا ہے کہ آدمی کی کایا پلٹ

جائے؟ آدمی اور آدمی میں بس اتنی سی بات سے زمین و آسمان کا فرق ہو جائے؟ میرے بھائیو، تم ذرا سمجھ سے کام لو گے تو تمہاری عقل خود کہہ دیگی کہ فقط منہ کھولنے اور زبان ہلا کر چند حرف بول دینے کی اتنی بڑی تاثیر نہیں ہو سکتی۔ بت پرست مشرک لوگ تو یہ ضرور سمجھتے ہیں کہ بس ایک منتر پڑھ دینے سے پہاڑ ہل جائیگا، اور زمین شق ہو جائیگی، اور چشمے ابلنے لگینگے، چاہے منتر کے معنی کی کسی کو خبر ہو۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ساری تاثیر بس حرفوں میں ہے، وہ زبان سے نکلے اور طلسمات کے دروازے کھل گئے۔ مگر اسلام میں یہ بات نہیں ہے۔ یہاں اصل چیز معنی ہیں۔ الفاظ کی تاثیر معنوں سے ہے۔ معنی اگر نہ ہوں، اور وہ دل میں نہ اتریں، اور ان کے زور سے تمہارے خیالات اور تمہارے اعمال نہ بدلیں، تو نرے الفاظ بول دینے سے کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔

اس بات کو میں ایک موٹی سی مثال سے تمہیں سمجھاؤں۔ فرض کرو تمہیں سردی لگتی ہے۔ اگر تم زبان سے روئی، لحاف، روئی، لحاف پکارنا شروع کر دو تو سردی لگنی بند نہ ہوگی، چاہے تم رات بھر میں ایک لاکھ تسبیحیں روئی لحاف کی پڑھ ڈالو۔ ہاں اگر لحاف میں روئی بھروا کر اوڑھ لو گے تو سردی لگنی بند ہو جائیگی۔ فرض کرو کہ تمہیں پیاس لگ رہی ہے۔ اگر تم صبح سے شام تک پانی، پانی پکارتے رہو تو پیاس نہ بجھیگی۔ ہاں پانی کا ایک گھونٹ لیکر پی لو گے تو کلیجے کی ساری آگ فوراً ٹھنڈی ہو جائیگی۔ فرض کرو کہ تم کو نزلہ بخار ہو جاتا ہے۔ اس حال میں اگر بنفشہ، گاؤزبان، بنفشہ گاؤزبان کی تسبیحیں تم پڑھنی شروع کر دو گے تو نرے بخار میں کچھ بھی کمی نہ ہوگی۔ ان دواؤں کا جوشاندہ بنا کر پی لو گے تو نزلہ بخار خود بھاگ جائیگا۔ بس یہی حال کلمہ طیبہ کا بھی ہے۔ فقط چھ سات لفظ بول دینے سے اتنا بڑا فرق نہیں ہوتا کہ آدمی کافر سے مسلمان ہو جائے، ناپاک سے پاک ہو جائے، مردود سے محبوب بن جائے، دوزخی سے جنتی بن جائے۔ یہ فرق صرف اس طرح ہوگا کہ پہلے ان الفاظ کا مطلب سمجھو اور وہ مطلب تمہارے دل میں اتر جائے۔ پھر مطلب کو جان بوجھ کر جب تم ان الفاظ کو زبان سے نکالو

تو تمہیں اچھی طرح یہ احساس ہو کہ تم اپنے خدا کے سامنے اور ساری دنیا کے سامنے کتنی بڑی بات کا اقرار کر رہے ہو اور اس اقرار سے تمہارے اوپر کتنی بڑی ذمہ داری آگئی ہے ۔ پھر یہ سمجھتے ہوئے جب تم نے اقرار کر لیا تو اسکے بعد تمہارے خیالات پر اور تمہاری ساری زندگی پر اس کلمہ کا قبضہ ہونا چاہیے پھر تم کو اپنے دل اور دماغ میں کسی ایسی بات کو جگہ نہ دینی چاہیے جو اس کلمہ کے خلاف ہو۔ پھر تم کو ہمیشہ کے لیے بالکل فیصلہ کر لینا چاہیے کہ جو بات اس کلمہ کے خلاف ہے وہ جھوٹی ہے اور یہ کلمہ سچا ہے۔ پھر زندگی کے سارے معاملات میں یہ کلمہ تمہارا حاکم ہونا چاہیے ۔ اس کلمہ کا اقرار کرنے کے بعد تم کافروں کی طرح آزاد نہیں رہے کہ جو چاہو کرو، بلکہ اب تم اس کلمہ کے پابند ہو، جو وہ کہے اس کو کرنا پڑیگا، اور جس سے وہ منع کرے اسکو چھوڑنا پڑیگا ۔ اس طرح کلمہ پڑھنے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے، اور اس طرح کلمہ پڑھنے کی وجہ سے آدمی اور آدمی میں اُتنا بڑا فرق ہوتا ہے جس کا ذکر میں نے ابھی تم سے کیا ۔

آؤ اب میں تمہیں بتاؤں کہ کلمہ کا مطلب کیا ہے، اور اسکو پڑھ کر آدمی کس چیز کا اقرار کرتا ہے اور اس کا اقرار کرتے ہی آدمی کس چیز کا پابند ہو جاتا ہے ۔

کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ۔ کلمہ میں اِلٰہ کا جو لفظ آیا ہے اس کے معنی "خدا" کے ہیں ۔ خدا اس کو کہتے ہیں جو مالک ہو، حاکم ہو، خالق ہو، پالنے اور پوسنے والا ہو، رزق دینے والا ہو، دعاؤں کا سننے اور قبول کرنے والا ہو، اور اس کا مستحق ہو کہ اسکی عبادت کی جائے ۔ اب جو تم نے لا الٰہ الا اللہ کہا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ اول تو تم نے یہ اقرار کیا کہ یہ دنیا نہ تو بے خدا کے بنی ہے، اور نہ ایسا ہی ہے کہ اس کے بہت سے خدا ہوں، بلکہ دراصل اس کا خدا ہے، اور وہ خدا ایک ہی ہے، اور اُس ایک ذات کے سوا خدائی کسی کی نہیں ہے۔

دوسری بات جس کا تم نے کلمہ پڑھتے ہی اقرار کیا وہ یہ ہے کہ وہی ایک خدا تمہارا اور سارے جہان کا مالک ہے ۔ تم اور تمہاری ہر چیز اور دنیا کی ہر شے اسکی ہے ۔ خالق وہ ہے، رازق وہ ہے، موت

اور زندگی اسکی طرف سے ہے۔ مصیبت اور راحت اسکی طرف سے ہے۔ جو کچھ کسی کو ملتا ہے اس کا دینے والا حقیقت میں وہ ہے۔ جو کچھ کسی سے چھینا جاتا ہے اس کا چھیننے والا حقیقت میں وہی ہے۔ ڈرنا چاہیے تو اس سے۔ مانگنا چاہیے تو اس سے۔ سر جھکانا چاہیے تو اسکے سامنے۔ عبادت اور بندگی کی جائے تو اسکی۔ اسکے سوا ہم کسی کے بندے اور غلام نہیں اور اس کے سوا کوئی ہمارا آقا اور حاکم نہیں۔ ہمارا اصلی فرض یہ ہے کہ اُسی کا حکم مانیں، اور اسی کے قانون کی پیروی کریں۔

یہ عہد و پیمان ہے جو لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہی تم اپنے خدا سے کرتے ہو اور ساری دنیا کو گواہ بنا کر کرتے ہو۔ اسکی خلاف ورزی کروگے تو تمہاری زبان، تمہارے ہاتھ پاؤں، تمہارا رونگٹا رونگٹا، زمین اور آسمان کا ایک ایک ذرہ جس کے سامنے تم نے جھوٹا اقرار کیا، تمہارے خلاف خدا کی عدالت میں گواہی دیگا، اور تم ایسی بے بسی کے عالم میں وہاں کھڑے ہوگے کہ ایک بھی گواہ تم کو صفائی پیش کرنے کے لیے نہ ملیگا، اور کوئی وکیل یا بیرسٹر تمہاری طرف سے پیروی کرنے والا نہ ہوگا، بلکہ خود وکیل صاحب اور بیرسٹر صاحب جو دنیا کی عدالتوں میں قانون کی الٹ پھیر کرتے پھرتے ہیں، یہ بھی وہاں تمہاری ہی طرح بے بسی کے عالم میں کھڑے ہونگے۔ وہ عدالت ایسی نہیں ہے جہاں تم جھوٹی گواہیاں دے کر اور جعلی دستاویزیں بنا کر، اور غلط پیروی کرکے بچ جاؤگے۔ دنیا کی پولیس سے تم اپنا جرم چھپا سکتے ہو۔ خدا کی پولیس سے نہیں چھپا سکتے۔ دنیا کی پولیس رشوت کھا سکتی ہے خدا کی پولیس رشوت کھانے والی نہیں۔ دنیا کے گواہ جھوٹ بول سکتے ہیں۔ خدا کے گواہ بالکل سچے ہیں۔ دنیا کے حاکم بے انصافی کر سکتے ہیں۔ خدا ایسا حاکم نہیں جو بے انصافی کرے۔ پھر خدا جس جیل میں ڈالیگا اس سے بچ کر بھاگنے کی بھی کوئی صورت نہیں۔ پس خدا کے ساتھ جھوٹا اقرار نامہ کرنا بہت بڑی بے وقوفی، سب سے بڑی بے وقوفی ہے۔ جب اقرار کرتے ہو تو خوب سوچ سمجھ کر کرو اور اسکو پورا کرو۔ ورنہ تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے کہ خواہ مخواہ زبانی ہی اقرار کرلو، کیونکہ زبانی اقرار محض بیکار ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد تم محمدؐ رسول اللہ کہتے ہو۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ تم نے یہ تسلیم کر لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ ایلچی ہیں جنکے ذریعہ سے خدا نے اپنا قانون تمہارے پاس بھیجا ہے۔ خدا کو اپنا آقا اور شہنشاہ مان لینے کے بعد یہ معلوم ہونا بھی تو ضروری ہے کہ اس شہنشاہ کے احکام کیا ہیں؟ ہم کون سے کام کریں جن سے وہ خوش ہوتا ہے اور کون سے کام نہ کریں جن سے وہ ناراض ہوتا ہے؟ کس قانون پر چلنے سے وہ ہم کو بخشے گا، اور اسکی خلاف ورزی کرنے پر وہ ہم کو سزا دیگا۔ یہ سب باتیں بتانے کے لیے خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ایلچی مقرر کیا۔ آپکے ذریعہ سے اپنی کتاب ہمارے پاس بھیجی، اور آپ نے خدا کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرکے ہم کو بتا دیا کہ مسلمان کو اس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے۔ پس جب تم نے محمد رسول اللہ کہا تو گویا اقرار کر لیا کہ جو قانون اور جو طریقہ حضور نے بتایا ہے تم اسکی پیروی کروگے، اور جو قانون اسکے خلاف ہے اس پر لعنت بھیجوگے۔ یہ اقرار کرنے کے بعد اگر تم حضور کے لائے ہوئے قانون کو چھوڑوگے اور دنیا کے قانون کو مانوگے تو تم سے بڑھ کر جھوٹا اور بے ایمان کوئی نہ ہوگا، کیونکہ تم یہ اقرار کرکے اسلام میں داخل ہوئے ہو، مسلمانوں کے بھائی بنے، اسی اقرار کی بدولت باپ سے ورثہ پایا، اسی کی بدولت ایک مسلمان عورت سے تمہارا نکاح ہوا، اسی کی بدولت تمہاری اولاد تمہاری جائز اولاد بنی، اسی کی بدولت تمہیں یہ حق ملا کہ تمام مسلمان تمہارے مددگار بنیں، تمہیں زکوٰۃ دیں، تمہاری جان، مال اور عزت آبرو کی حفاظت کا ذمہ لیں، اور ان سب کے باوجود تم نے اپنا اقرار توڑ دیا۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں کونسی بے ایمانی ہو سکتی ہے۔ اگر تم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی جانتے ہو اور جان بوجھ کر اس کلمہ کا اقرار کرتے ہو تو تم کو ہر حال میں خدا کے قانون کی پیروی کرنی چاہیے، خواہ اسکی پیروی پر مجبور کرنے والی کوئی پولیس اور عدالت اس دنیا میں نظر نہ آتی ہو۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ خدا کی پولیس اور فوج اور عدالت، اور جیل کہیں موجود نہیں ہے اسلیے اسکے قانون کو توڑنا آسان ہے، اور گورنمنٹ برطانیہ کی پولیس، فوج

عدالت اور جیل موجود ہے اس لیے اس کا قانون توڑنا مشکل ہے۔ ایسے شخص کے متعلق میں صاف کہتا ہوں کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جھوٹا اقرار کرتا ہے، اپنے خدا کو، ساری دنیا کو، تمام مسلمانوں کو اور خود اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے۔

بھائیو اور دوستو! ابھی میں نے تمہارے سامنے کلمۂ طیبہ کے معنی بیان کیے ہیں۔ اب اسی سلسلہ میں، میں ایک اور پہلو کی طرف تم کو توجہ دلاتا ہوں۔

تم اقرار کرتے ہو کہ اللہ تمہارا، اور ہر چیز کا مالک ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری جان، تمہاری اپنی نہیں، خدا کی ملک ہے۔ تمہارے ہاتھ پاؤں اپنے نہیں، تمہاری آنکھیں اور تمہارے کان اور تمہارے جسم کا کوئی عضو تمہارا اپنا نہیں۔ یہ زمینیں جن کو تم جوتتے ہو، یہ جانور جن سے تم خدمت لیتے ہو، یہ مال اسباب جن سے تم فائدہ اٹھاتے ہو، ان میں سے بھی کوئی چیز تمہاری نہیں۔ سب کچھ خدا کی ملک ہے۔ اور خدا کی طرف سے عطیہ کے طور پر تمہیں ملی ہے۔ اس بات کا اقرار کرنے کے بعد تمہیں یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ جان میری ہے، جسم میرا ہے، مال میرا ہے، اور فلاں چیز میری ہے اور فلاں چیز میری ہے۔ دوسرے کو مالک کہنا اور پھر اس کی چیز کو اپنی قرار دینا، بالکل ایک لغو بات ہے۔ اگر در حقیقت یہ بات سچے دل سے مانتے ہو کہ ان سب چیزوں کا مالک خدا ہی ہے تو اس سے دو باتیں خود بخود تم پر لازم ہو جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ جب مالک خدا ہے اور اس نے اپنی ملکیت امانت کے طور پر تمہارے حوالہ کی ہے تو جس طرح مالک کہتا ہے اسی طرح تمہیں ان چیزوں سے کام لینا چاہیے۔ اس کی مرضی کے خلاف تم اگر ان سے کام لیتے ہو تو دھوکہ بازی کرتے ہو۔ تم اپنے ان ہاتھوں اور پاؤں کو بھی اسکی پسند کے خلاف ہلانے کا حق نہیں رکھتے۔ تم ان آنکھوں سے بھی اسکی مرضی کے خلاف دیکھنے کا کام نہیں لے سکتے۔ تم کو اس پیٹ میں بھی کوئی ایسی چیز ڈالنے کا حق نہیں ہے جو اسکی مرضی کے خلاف ہو۔ تمہیں ان زمینوں اور ان جائدادوں پر بھی مالک

کے منشا کے خلاف کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ تمہاری بیویاں جن کو تم اپنی کہتے ہو، اور تمہاری اولاد جن کو تم اپنی کہتے ہو، یہ بھی صرف اسلئے تمہاری ہیں کہ تمہارے مالک کی دی ہوئی ہیں، لہذا تم کو ان سے بھی اپنی خواہش کے مطابق نہیں بلکہ مالک کے حکم کے مطابق ہی برتاؤ کرنا چاہیے۔ اگر اس کے خلاف کروگے تو تمہاری حیثیت غاصب کی ہوگی۔ جس طرح دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنے والے کو تم کہتے ہو کہ وہ بے ایمان ہے، اسی طرح اگر دوسرے کی دی ہوئی چیزوں کو تم اپنا سمجھ کر اپنی مرضی کے مطابق استعمال کروگے، یا مالک کے سوا کسی اور کی مرضی کے مطابق ان سے کام لوگے تو وہی بے ایمانی کا الزام تم پر بھی آئیگا۔ اگر مالک کی مرضی کے مطابق کام کرنے میں کوئی نقصان ہوتا ہے تو ہوا کرے۔ جان جاتی ہے تو جائے۔ ہاتھ پاؤں ٹوٹتے ہیں تو ٹوٹیں، اولاد کا نقصان ہوتا ہے تو ہو۔ مال و جائداد برباد ہو تو ہوا کرے۔ تمہیں کیوں غم ہو؟ جسکی چیز ہے وہی اگر نقصان پسند کرتا ہے تو اس کو حق ہے۔ ہاں اگر مالک کی مرضی کے خلاف تم کام کرو اور اس میں کسی چیز کا نقصان ہو تو بلاشبہ تم مجرم ہوگے کیونکہ دوسرے کے مال کو تم نے خراب کیا۔ تم خود اپنی جان کے بھی مختار نہیں ہو۔ مالک کی مرضی کے مطابق جان دوگے تو مالک کا حق اداکروگے۔ اس کے خلاف کام کرنے میں جان دوگے تو یہ بے ایمانی ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ مالک نے جو چیز تمہیں دی ہے اسکو اگر تم مالک ہی کے کام میں صرف کرتے ہو تو کسی پر احسان نہیں کرتے۔ نہ مالک پر احسان ہے، نہ کسی اور پر۔ تم نے اگر اسکی راہ میں کچھ دیا، یا کچھ خدمت کی، یا جان دے دی، جو تمہارے نزدیک بہت بڑی چیز ہے، تب بھی کوئی احسان کسی پر نہیں کیا۔ زیادہ سے زیادہ جو کام تم نے کیا وہ بس اتنا ہی تو ہے کہ مالک کا حق جو تم پر تھا وہ تم نے ادا کردیا۔ یہ کونسی ایسی بات ہے جس پر کوئی پھولے اور فخر کرے اور یہ چاہے کہ اسکی تعریفیں کی جائیں اور یہ سمجھے کہ اس نے کوئی بہت بڑا کام کیا ہے جس پر اسکی بڑائی تسلیم کی جائے۔ یاد رکھو کہ سچا مسلمان مالک کی راہ میں کچھ صرف کرنے یا کچھ خدمت کرنے کے بعد پھولتا نہیں ہے، بلکہ خاکساری اختیار

کرتا ہے۔ فخر کرنا کارِ خیر کو برباد کر دیتا ہے۔ تعریف کی خواہش جس نے کی اور اسکی خاطر کوئی کارِ خیر کیا، وہ خدا کے ہاں کسی اجر کا مستحق نہ رہا، کیونکہ اس نے تو اپنے کام کا معاوضہ دنیا ہی میں مانگا اور یہیں اس کو مل بھی گیا۔

بھائیو، اپنے مالک کا احسان دیکھو کہ وہ اپنی چیز تم سے لیتا ہے، اور پھر کہتا ہے کہ یہ چیز میں نے تم سے خریدی اور اس کا معاوضہ میں تمہیں دونگا۔ اللہ اکبر! اس شانِ جود و کرم کا بھی کوئی ٹھکانا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ۔ (یعنی اللہ نے ایمانداروں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں اس معاوضہ میں کہ ان کے لیے جنت ہے) یہ تو مالک کا برتاؤ تمہارے ساتھ ہے۔ اب ذرا اپنا برتاؤ بھی دیکھو۔ جو چیز مالک نے تم کو دی تھی، اور جس کو مالک نے پھر تم سے معاوضہ دیکر خرید بھی لیا، اس کو تم غیروں کے ہاتھ بیچتے ہو، نہایت ذلیل معاوضے لیکر بیچتے ہو، وہ مالک کی مرضی کے خلاف تم سے کام لیتے ہیں، اور تم یہ سمجھ کر انکی خدمت کرتے ہو کہ گویا رازق وہ ہیں۔ تم اپنے دماغ بیچتے ہو، اپنے ہاتھ پاؤں بیچتے ہو، اپنے جسم کی طاقتیں بیچتے ہو، اور وہ سب کچھ بیچتے ہو جسکو خدا کے باغی خریدنا چاہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر بداخلاقی اور کیا ہو سکتی ہے؟ بیچی ہوئی چیز کو پھر بیچنا قانونی اور اخلاقی جرم ہے۔ دنیا میں اس پر دغابازی اور فریب دہی کا مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا کی عدالت میں اس پر مقدمہ نہیں چلایا جائیگا؟